ما شاء الله لا قوة الا بالله

حسب فرمائش جناب حاجی محمد سعید صاحب تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۵

سرور عزیزی

المعروف

جلد اول

فتاویٰ عزیزی

باہتمام نیازمند محمد شفیع ابن عالیجناب حاجی محمد سعید صاحب غفر اللہ ذنوبہ

مطبع مجتبائی دہلی میں طبع ہو کر مطبوع ہوئی

ہمارے کارخانے سے ہر قسم کی کتابیں بنرخ تاجرانہ بکفایت جلد طلب فرمائیے المشتہر حاجی محمد سعید تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ

Marfat.com

سوال جو شخص علم اور علما کی اہانت کرے اُسکے بارہ مین کیا حکم ہے۔
جواب جو شخص دین اور علما کی اہانت کرتا ہے اس خیال سے کہ اس علم اور علما کے سبب سے امر باطل اختیار کیا جاتا ہے اور حق کی اہانت ہوتی ہے اور اُسکا یہ خیال ہو کہ یہ علم محض نزاع اور حق تلفی کے لیے موضوع ہے تو ایسا شخص کافر ہے اور اگر کوئی شخص علم نجوم یا اُسکے مانند دوسرے علم کی اہانت کرے تو اسمین کوئی حرج نہین اور جو علم ان علوم کے مانند نہین اور وہ علم دین بھی نہو تو اُسکی اہانت سے کفر نہین لازم آتا البتہ اُسکی اہانت بھی منع ہے اور اُسکی ممانعت اُس علم کے مرتبے کے موافق ہے اگر وہ ایسا علم ہے کہ اُسکی زیادہ فضیلت ہے مثلاً صرف و نحو تو جسقدر اُس علم کی اہانت منع ہے اُس قدر دوسرے علم کی اہانت منع نہین جس کی فضیلت کم ہے۔
سوال جس شخص کو اُسکے باپ مان نے عاق کر دیا ہو اُسکی بخشائش ہوگی یا نہین۔
جواب عوام مین یہ مشہور ہے کہ عاق کرنا اُسکے کہتے ہین کہ لڑکے کو اپنے نسب سے خارج کر دیا جاوے یہ بے اصل ہے اور اس سے لڑکے کے احکام سے لڑکا خارج نہین ہو جاتا مثلاً ایسا نہین کہ وہ لڑکا اپنے باپ کی وراثت سے محروم ہو جاوے اور شرع مین عقوق والدین سے یہ مراد ہے کہ والدین کو اذیت دیجاوے یہ گناہ کبیرہ ہے اور اہل سنت کا یہ مذہب ہے کہ گناہ کبیرہ کرنے والا ہمیشہ دوزخ مین نہ رہیگا تو جس نے اپنے والدین کو اذیت دی ہو وہ اُن حالتون مین بخشا جاویگا کہ اُسکے مان باپ نے پہلے ہی معاف کر دیا ہو یا اُسوقت معاف کر دین گے جب اللہ تعالیٰ اُس شخص کی دوسری عبادتون سے راضی ہو جاویگا اور اُسکے باپ مان کو حکم فرماویگا کہ تم لوگ اُسکا قصور معاف کر دو یا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم معاف کر دینے کے لیے فرما دین گے یا جب وہ شخص حقوق والدین کے عوض مین دوزخ کے عذاب کی سزا پا چکے گا واللہ اعلم بالصواب۔
سوال دار الاسلام دار الحرب ہو سکتا ہے یا نہین۔
جواب معتبر کتابون مین اکثر یہی روایت مختار ہے کہ جب تین شرطین پائی جاوین تو دار الاسلام دار الحرب ہو جاتا ہے در مختار مین لکھا ہے۔ لَا تَصِیْرُ دَارُ الْاِسْلَامِ دَارَ الْحَرْبِ اِلَّا بِاُمُوْرٍ ثَلٰثَةٍ بِاِجْرَاءِ اَحْكَامِ اَهْلِ الشِّرْكِ وَبِاتِّصَالِهَا بِدَارِ الْحَرْبِ وَبِاَنْ لَا يَبْقٰى فِيْهَا مُسْلِمٌ اَوْ ذِمِّيٌّ اٰمِنًا بِالْاَمَانِ الْاَوَّلِ عَلٰى نَفْسِهٖ وَدَارُ الْحَرْبِ تَصِيْرُ دَارَ الْاِسْلَامِ بِاِجْرَاءِ

Marfat.com

اَحکَامُ الاِسلَامِ فِیھَا اِنتَہیٰ یعنے دارالاسلام دارالحرب نہین ہو سکتا مگر جب تین امور پائے جاوین وہان مشرکین کے احکام جاری ہوجاوین اور وہ دارالاسلام دارالحرب سے ملجاوے اور وہان کوئی مسلمان باقی نرہے اور نہ وہان کوئی ایسا کافر ذمی رہجاوے جو پہلے مسلمانون سے پناہ لیکر رہا ہو اور اب بھی اُسی پناہ کی وجہ سے ہو اور دارالحرب اُس حالت مین دارالاسلام ہوجاتا ہے کہ اہل اسلام کے احکام اُسمین جاری ہوجاوین اور کافی مین لکھا ہے اِنَّ الْمُرَادَ بِدَارِ الاِسلَامِ بِلَادٌ یَجرِی فِیھَا حُکمُ اِمَامِ المُسلِمِینَ وَیَکُونُ تَحتَ قَھرِہٖ وَبِدَارِ الحَربِ بِلَادٌ یَجرِی فِیھَا اَمرُ عَظِیمِھَا وَتَکُونُ تَحتَ قَھرِہٖ اِنتَہیٰ یعنی دارالاسلام سے مراد وہ شہر ہین جن مین مسلمانون کے امام کا حکم جاری ہو اور وہ شہر اُسکے زیر حکومت ہو اور دارالحرب سے وہ شہر مراد ہین جن مین اُن شہر کے سردار کا حکم جاری ہو اور اُسکے زیر حکومت ہو یہ کافی کی عبارت کا ترجمہ ہے اس شہر مین مسلمانون کے امام کا حکم ہرگز جاری نہین نصاریٰ کے حکام کا حکم بے دغدغہ جاری ہے اور احکام کفر کے جاری ہونے سے یہ مراد ہے کہ مقدمات انتظام سلطنت و بندوبست رعایا و تحصیل خراج و باج و عشر اموال تجارت مین حکام بطور خود حاکم ہون اور ڈاکوون اور چورونکی سزا اور رعایا کے باہمی معاملات اور جرمون کی سزا کے مقدمات مین کفار کا حکم جاری ہو اگرچہ بعض احکام اسلام مثلاً جمعہ و عیدین و اذان و گاؤکشی مین کفار تعرض نکرین لیکن ان چیزون کا اصل اصول انکے نزدیک بیفائدہ ہے کیونکہ مسجدون کو بے تکلف منہدم کرتے ہین جبتک یہ اجازت ندیوین کوئی مسلمان اور کافر ذمی ان اطراف مین نہین آسکتا مصلحتاً واردین اور مسافرین اور تاجرون سے مخالفت نہین کرتے دوسرے امرا مثلاً شجاع الملک اور ولایتی بیگم بلا اجازت ان کے ان شہرون مین نہین آسکتے اور اس شہر سے کلکتہ تک ہر جگہ نصاریٰ کا عمل ہے البتہ داہنے بائین مثلاً حیدرآباد اور لکھنؤ اور رامپور مین انکا حکم جاری نہین کیونکہ ان مقامات کے والیان ملک نے انسے صلح کرلی اور ان کی فرمانبرداری منظور کرلی اور احادیث اور صحابۂ کرام اور خلفاء عظام کی رائے سے ایسا ہی مفہوم ہوتا ہے کیونکہ حضرت صدیق اکبر رضؓ کے زمانہ مین یہ حکم دیا گیا تھا کہ بنی یربوع دارالحرب ہے حالانکہ جمعہ اور عیدین اور اذان اُسجگہ جاری تھا مگر وہان کے لوگون کو حکم زکوٰۃ سے انکار تھا اور ایسا ہی سماوہ اور اُسکے لواحق و جوانب کے بارہ مین یہ حکم تھا کہ دارالحرب ہے حالانکہ اُن شہرون مین

مسئلۂ غلامان

مسلمان بھی تھے علی ہذا القیاس خلفائے کرام کے زمانہ مین بھی یہی طریقہ جاری رہا بلکہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے زمانہ مین یہ حکم فرمایا تھا کہ فدک اور خیبر دار الحرب ہے حالانکہ اُن مقامات مین اہل اسلام کے تجار بلکہ وہان کے بعض باشندے بھی وادی قرے مین مسلمان تھے اور فدک اور خیبر مدینہ منورہ سے نہایت متصل تھا باقی یہ مسئلہ کہ کفار حرب کے بارہ مین کیا حکم ہے آیا وہ آزاد ہین یا غلام ہین تو اس مسئلہ مین بھی روایتین نہایت مختلف ہین اکثر فقہا یہ لکھتے ہین کہ کفار حربی کے غلام ہونیکی یہ صورت ہے کہ وہ مغلوب ہوجاوین اور زیر نگرانی دار الاسلام ہوجاوین تو وہ مسلمانونکی ملک مین داخل ہوجاتے ہین یعنے غلام ہوجاتے ہین اور بعض فقہا نے لکھا ہے کہ اگر کفار حربی اپنی خوشی سے یا مجبور ہوکر اپنی اولاد و اقارب کو فروخت کرین اور اس معاملہ کا اُنلوگونمین رواج بھی ہو تو اُن کی اولاد و اقارب غلام ہوجاوینگے اور حدیث شریف سے یہی مذہب قوی معلوم ہوتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین اکثر غلامون اور لونڈیون کی خرید و فروخت اسی طور ہوئی مثلاً زید بن حارثؓ اور سلمان فارسیؓ وغیرہ بعضون کی بیع اسی طور پر ہوئی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکی مملوکیت تسلیم فرمائی تھی اور جامع الرموز مین لکھا ہے وَیُمْلَکُ بِھِمَا اَیْ بِالْاِسْتِیْلَاءِ وَالْاِحْرَازِ وَحُرُّھُمْ بِالْاِسْتِیْلَاءِ عَلٰی مُبَاحٍ فَلَوْ اَھْدٰی مَلِکٌ مِّنْ اَھْلِ الْحَرْبِ اِلٰی مُسْلِمٍ ھَدِیَّۃً مِّنْ اَحْرَارِھِمْ مَلَکَہٗ اِلَّا اِذَا کَانَ ذَا قَرَابَۃٍ لَّہٗ وَلَوْ دَخَلَ دَارَھُمْ مُسْلِمٌ بِاَمَانٍ ثُمَّ اشْتَرٰی مِنْ اَحَدِھِمْ اِبْنَہٗ ثُمَّ اَخْرَجَہٗ اِلٰی دَارِنَا قَھْرًا مَلَکَہٗ وَاَکْثَرُ الْمَشَائِخِ عَلٰی اَنَّہٗ لَا یَمْلِکُہٗ فِیْ دَارِھِمْ وَھُوَ الصَّحِیْحُ وَعَنْ مُحَمَّدٍ اَنَّہٗ یَمْلِکُہٗ حَتّٰی یُجْبَرَ عَلٰی اِخْرَاجِہٖ وَعَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ لَا یُجْبَرُ وَقَالَ الْکَرْخِیُّ اِنْ کَانُوْا یَرَوْنَ جَوَازَ الْبَیْعِ فَالْبَیْعُ جَائِزٌ وَّاِلَّا فَلَا کَمَا فِی الْمُحِیْطِ وَفِیْہِ اِشْعَارٌ بِاَنَّ الْکُفَّارَ فِیْ دَارِھِمْ اَحْرَارٌ وَّلَیْسَ کَذٰلِکَ لِاَنَّھُمْ اَرِقَّاءُ فِیْھَا وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ مِّلْکٌ لِاَحَدٍ عَلَیْھِمْ کَمَا فِیْ عَتَاقِ الْمُسْتَصْفٰی وَغَیْرِہٖ یعنے کفار کے آزاد جب مغلوب ہوجاوین یا زیر حراست ہوجاوین تو وہ مملوک یعنی غلام ہوجاتے ہین کیونکہ یہ مباح چیز پر قبضہ کرلینا ہے تو اگر دار الحرب کے کسی بادشاہ نے کسی مسلمان کے پاس بطور تحفہ کے بھیجا اپنے آزادونمین سے کسی آزاد کو تو وہ مسلمان اُس کافر کا مالک ہوجاویگا مگر جب کہ مسلمان مذکور اُس کافر مین کوئی قرابت ہو تو وہ مسلمان اُس کافر کا مالک نہوگا اور اگر دار الحرب مین

Marfat.com

کوئی مسلمان داخل ہوا کفار سے پناہ لیکر کے پھر اُس مسلمان نے وہان کسی کافر سے اُسکا لڑکا خرید لیا پھر اُس لڑکے کو دارالاسلام مین جبراً لے آیا تو وہ مسلمان اُس لڑکے کا مالک ہو جاویگا اور اکثر مشائخ کے نزدیک یہ ہے کہ دارالحرب مین اُس لڑکے کا وہ مسلمان مالک نہو سکے گا اور یہی صحیح ہے اور امام محمدؒ سے روایت ہے کہ وہ مالک ہو جاویگا حتی کہ وہ مسلمان مجبور کیا جاویگا کہ اُس لڑکے کو دارالاسلام میں لے آوے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ ہے کہ اس امر پر وہ مجبور نکیا جاویگا اور امام کرخیؒ کا یہ قول ہے کہ اگر وہان کے کفار کے نزدیک ایسی خرید و فروخت جائز ہو تو وہ بیع جائز ہو جاویگی ورنہ وہ بیع جائز نہو گی ایسا ہی محیط مین ہے اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کفار دارالحرب مین آزاد ہین حالانکہ ایسا نہین وہ لوگ دارالحرب مین غلام ہین اگرچہ وہ کسی کی ملک مین نہین یہ مسئلہ مستصفی وغیرہ کے ازدو کے بیان احکام مین کوئی

سوال - ایسے سید کے بارہ مین کیا حکم ہے جو بدعتی ہو یا فسق و فجور مین مبتلا ہو کفر کا کلمہ کہتا ہو -

جواب - اس مسئلہ کے جواب کی ضرورت نہین کیونکہ نص قرآنی اس بارہ مین کافی و شافی ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ یعنے اللہ تعالےٰ نے حضرت نوح علیہ السلام سے اُنکے لڑکے کے بارہ مین فرمایا کہ یہ تمھاری آل مین سے نہین اسکے بارہ مین سفارش کرنا اچھا کام نہین اور یہ صحیح روایت مشکوٰۃ شریف مین موجود ہے اِنَّ اٰلَ اَبِیْ فُلَانٍ لَیْسُوْا بِاَوْلِیَائِیْ اِنَّمَا وَلِیِّیَ اللّٰهُ الخ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو فلان کی آل میرے ولی نہین میرا ولی صرف اللہ ہے الخ اور دوسری روایت مین ہے اِنَّ اَوْلِیَائِیْ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ یعنے میرے ولی صرف پرہیزگار لوگ ہین -

سوال تحفہ اثنا عشریہ مین لکھا ہے کہ دین کے جو امور ظاہر ہین اُنکا منکر کافر ہے یہ امر احادیث سے ثابت ہے بلکہ آیات قطعیہ متواتر سے اسکا ثبوت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ایمان کا بڑا درجہ ہوا اور آپ بہشتی ہوئے اور جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کے قابل ہوئے تو جو شخص ان باتون کا منکر ہو وہ کافر ہے چنانچہ خوارج احکام اُخروی مین کافر ہین اُنکے حق مین دعائے مغفرت نکیجاوے اور نہ اُن کے جنازہ کی نماز پڑھی جاوے تو اس صورت مین شیعہ کے بارہ مین بھی حکم ہونا چاہیے کہ وہ کافر ہین کیونکہ جسقدر نصوص قطعیہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حق مین ہین اُن سے کہین زیادہ نصوص قطعیہ حضرت صدیقؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کے حق مین ہین اور ایک شخص کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عداوت تھی اُسکے جنازہ کی نماز خود حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پڑھی

Marfat.com

امر نہین کہ وہ لوگ اپنے شکم مین آگ کہاتے ہین اس سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ باطل حرام کہانا کہاتے ہین اسواسطے کہ یہ ظاہر ہے کہ یتیم کا مال فی الواقع آگ نہین اور یہ بھی نہین کہہ سکتے کہ یہان کہانے کا معنی مجازی مراد ہے اسواسطے کہ اس آیت مین صاف مذکور ہے کہ اپنے شکم مین کہاتے ہین اس سے ظاہر ہے کہ کہانے کا معنی مجازی مراد نہین تو اس جوابمین جس حدیث کی تحقیق منظور ہے اسکا معنی یہ ہوا کہ اگرچہ کسی فرقۂ غیر ناجیہ کا صرف دو ایک عقیدہ باطل ہو تب بھی سمجھنا چاہیے کہ سب فرقۂ غیر ناجیہ طریقہ باطل پر ہین اور فرقۂ ناجیہ کا عقیدہ اور عمل باطل نہین مگر یہ بھی جاننا چاہیے کہ فرقۂ ناجیہ خاص وہی لوگ ہین جنکے اعتقاد اور عمل مین ہرگز بدعت نہین یہ مضمون جواب ثانی سے مفہوم ہوتا ہے یا یہ خیال کرنا چاہیے کہ صرف باعتبار اعتقاد کے فرق ہے یعنی فرقۂ غیر ناجیہ کا اعتقاد باطل ہے اور فرقۂ ناجیہ کا اعتقاد صحیح ہے تو یہ مضمون پہلے جواب کا حاصل ہوا اور اسیوجہ سے ہمنے شروع کلام مین کہا کہ پہلا جواب زیادہ مرجح اور قوی ہے۔

سوال - دار الحرب کے کفار کو سود دینا درست ہے یا نہین۔

جواب - کتب فقہ کی عبارت عام ہے سود دینے اور لینے دونون کو شامل ہے مثلاً لَا رِبٰوا بَیْنَ الْمُسْلِمِ وَالْحَرْبِیِّ فِیْ دَارِ الْحَرْبِ یعنے دار الحرب مین مسلمان اور حربی کافر کے درمیان سود کا معاملہ ناجائز نہین اور قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی نے اپنے رسالہ مین سود دینے کی توجیہ لکھی ہے وہ اسوقت مجکو یاد نہین لیکن ظاہر ہے کہ کافر حربی سے سود لینا حلال ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ کافر حربی کا مال مباح ہے بشرطیکہ کافر حربی کا مال لینے مین عہد شکنی ہونیکا احتمال نہو یعنی ایسا معاملہ نہو کہ اس کافر حربی کے ساتھ اہل اسلام نے عہد کر لیا ہو کہ اُسکا مال وغیرہ ناجائز طور پر نہ لین گے اسواسطے کہ ایسی حالت مین اگر ناجائز طور پر اس کافر حربی کا مال لیا جاویگا تو عہد شکنی ہوگی تو جبکہ کافر حربی خود بخود اپنا مال سود مین دیوے تو وہ مال بلا شبہہ حلال ہے اور کفار حربی کو سود دینا بھی جائز ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ مال حرام مسلمانون کو کھلانا ناجائز ہے اور جو چیزین ہمارے یہان حرام ہین اُن کو کفار حربی خود کہاتے ہین تو اگر اُن کو کچھ بطور سود کے دیا جاوے تو صرف یہی لازم آویگا کہ جو چیز ہمارے یہان حرام ہے کفار حربی اس معاملہ کے ذریعہ سے کہاوینگے اور جو کفار ذمی ہین یعنی اہل اسلام سے پناہ لیکر دار الاسلام مین ہین تو اگرچہ جو چیز ہمارے یہان حرام ہو

Marfat.com

وہ چیز کفار ذمی کھاتے ہین مگر کفار ذمی کو دار الاسلام مین سود دینا حرام ہے اسکا سبب یہ ہے کہ جو شخص ایسا کرتا ہے وہ سود کے معاملہ کو دار الاسلام مین رواج دیتا ہے اور دار الحرب مین کافر کو سود دینے سے یہ نقص لازم نہین آتا اسواسطے دار الحرب مین کافر کو سود دینا مباح ہے اس مسئلہ کی تحقیق یہ ہے کہ سود دینا بالتبع حرام ہے اسواسطے کہ سود دینے مین کسی دوسرے کا مال نہین لیا جاتا بلکہ اپنا مال دینا ہوتا ہے اور اگرچہ اپنا نقصان ہو تب بھی اپنا مال دینا مباح ہے علی الخصوص جب غرض ہو کہ مال دینے سے اپنی حاجت روائی ہو یا کسی کے ظلم سے محفوظ رہین تو اس غرض سے اپنا مال دینے مین کچھ بھی حرج نہین صرف دو امر سے سود دینا حرام ہوا ہے اول امر یہ ہے کہ سود دینے والا غیر کو حرام کھلاتا ہے یعنی جب وہ سود دیتا ہے تو اس فعل حرام کا باعث ہوتا ہے کہ دوسرا شخص اُسکے ذریعہ سے سود کھاتا ہے جو مال حرام ہے اور یہی قباحت اُس صورت مین بھی لازم آتی ہے کہ قاضی یا کسی دوسرے حاکم کو رشوت دیجاوے دوسرا امر یہ ہے کہ سود دینے والا اس امر کے لیے باعث ہوتا ہے کہ دار الاسلام مین سود رواج پاوے اور علمانے یہ جائز قرار دیا ہے کہ بحالت اضطرار دار الاسلام مین بھی سود دیا جاوے غرضکہ سود لینے اور دینے مین بہت فرق ہے اگرچہ اصل گناہ دونون امر مین ہے۔

سوال۔ ایک حویلی فروخت کی جاتی ہے اُسمین چند مکانات ہین اُس حویلی مین چند لوگونکا حق شفعہ ہوتا ہے منجملہ اُن لوگون کے ایک شفیع اپنا حق شفعہ چاہتا ہے اور باقی سب لوگون نے اجازت دیدی ہے کہ وہ حویلی فروخت کیجاوے اور جو شفیع اپنے حق شفعہ کا خواستگار ہے اُسکو منظور نہین کہ کل حویلی خرید کرے بلکہ اُسکی غرض ہے کہ صرف وہی مکان خرید کرے جو اُسکی زمین کے متصل ہے اور خریدار اس معاملہ پر راضی نہین کہ حویلی متفرق فروخت ہو بلکہ خریدار شفیع سے کہتا ہے کہ تم کل حویلی خرید کر لو ورنہ شفعہ سے دست بردار ہو جاؤ تو کیا شفیع اس امر کا مستحق ہے کہ وہ کل حویلی خرید نہ کرے بلکہ صرف وہی مکان خریدے جو اُسکی زمین کے متصل ہے۔

جواب۔ اس مسئلہ مین اختلاف ہے مختار الجوابات مین لکھا ہے کہ فتوی اسپر ہے کہ جب ایک قطعہ زمین فروخت کی جاوے تو شفیع کا حق یہ ہے کہ جس قطعہ زمین مین اُسکا حق شفعہ

Marfat.com

مین کچھ قباحت نہین مثلاً عام طور پر ایک روپیہ کا سولہ گنڈا پیسہ ملتا ہو اور بوقت ضرورت آٹھ گنڈا پیسہ ایک روپیہ دے کر لے لیا جاوے تو یہ سود نہین اسواسطے کہ سود یہ ہے کہ کوئی چیز دیجاوے اور اسکے عوض دوسری چیز اُسی کی ہم جنس کم یا زیادہ لیجاوے اور باقی اور شرطین بھی سود کی پائی جاوین تو ایسے معاملہ مین سود ہوتا ہو اور جب کوئی چیز دیجاوے اور اُسکے غیر جنس چیزون مین سے کوئی دوسری چیز کم یا زیادہ لیجاوے تو یہ سود نہین اور ہنڈوی کی کراہت دفع ہونے کی علمانے ایک اور تدبیر لکھی ہے کہ ساہوکار سے پہلے ہنڈوی کا ذکر نہ کیا جاوے صرف بطور قرض کے ساہوکار کو روپیہ دیا جاوے اور اُسکے بعد ساہوکار سے کہا جاوے کہ یہ قرض فلان شخص کو فلان شہر مین ادا کر دو اور اسی مضمون کی تحریر ساہوکار سے لکھوا لیوے اسواسطے کہ ہنڈوی مکروہ ہے صرف اسوجہ سے کہ ہنڈوی کرانے والے کو اس قرض سے فائدہ ہوتا ہے یعنی راہ مین روپیہ کے نقصان ہونے کا خطرہ نہین رہتا اور قرض مین جب قرض خواہ کے نفع کی شرط ہوتی ہے تو اُس معاملہ مین سود کا شبہہ ہو جاتا ہے اور جب ایسے نفع کی شرط نہوئی تو اُسمین سود کا شبہہ بھی نہین یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب یہ معاملہ ہو کہ ساہوکار کو جسقدر روپیہ دیا جاوے اُسیقدر روپیہ ساہوکار اُس شخص کے پاس پہونچا دیوے جس شخص کے پاس روپیہ پہونچانے کی شرط ہو تو ایسے معاملہ مین بھی ہنڈوی کرانے مین کراہت ہے اسواسطے کہ ہنڈوی کرانے والے کو روپیہ بطور قرض کے دینے سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ راہ مین اُس روپیہ کے نقصان ہونے کا خطرہ نہین رہتا تو ایسے معاملہ مین سود کا شبہہ ہوتا ہے اسواسطے علمانے یہ ترکیب لکھی ہے کہ پہلے ہنڈوی کا ذکر نہووے تا قرض سے فائدہ لینے کی شرط قرض مین نہووے اور شبہہ سود کا نہو اور بلا کراہت یہ معاملہ ہنڈوی کا صحیح ہو جاوے۔

سوال۔ تمام ملک نصاریٰ کا بالاتفاق دار الحرب ہے یا نہین اور اگر تمام ملک نصاریٰ کا دار الحرب ہے تو جائز ہے یا نہین کہ اہل اسلام اُن نصاریٰ سے سود لیوین۔

سوال۔ دیگر جس جگہ کفار کی عملداری ہے وہان جب جمعہ پڑھ لیا جاوے تو اُسدن کے ظہر کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہو یا نہین۔

Marfat.com

سوال - دیگر اہل اسلام ضرورت کیوجہ سے کفار کو روپیہ دیتے ہین اور اُن سے سود لیتے ہین یا کفار سے قرض لیتے ہین اور اُنکو سود دیتے ہین یہ جائز ہے یا نہین -

جواب - دار الحرب ہونے کی شرطین روایات فقہیہ مین مذکور ہین اُن روایتون کو ملاحظہ کرنا چاہیے چنانچہ وہ شرطین اس جواب مین کچھ لکھی جاوینگی خیال کرنا چاہیے کہ وہ شرطین اگر نصاریٰ کے ملک مین پائی جاتی ہین تو وہ ملک دار الحرب ہے اور جب کوئی چیز پائی جاتی ہے تو اُس کے لوازم بھی ضرور پائے جاتے ہین تو جب نصاریٰ کا ملک دار الحرب ہے تو اُس ملک مین کفار سے سود لینا اور کفار کو سود دینا بھی جائز ہوا اسواسطے کہ ہدایہ مین مذکور ہے وَلَا رِبٰوا بَیْنَ الْمُسْلِمِ وَالْحَرْبِیِّ فِیْ دَارِ الْحَرْبِ یعنے مسلمان اور کافر حربی کے درمیان دار الحرب مین سود حرام نہین اور یہ قاعدہ ہے کہ روایات مین جو حکم مطلق ہوتا ہے وہ عام ہوتا ہے تو دونون صورت یعنی سود لینا اور دینا حرمت کی نفی مین داخل ہوئی لیکن مسلمانون کو چاہیے کہ کافر حربی کو سود دینے مین احتیاط کرے بے ضرورت کافر حربی کو بھی سود نہ دیوے اور دار الحرب مین جمعہ قائم کرنے کے بارہ مین یہ حکم ہے کہ اگر دار الحرب مین کسی جگہ مسلمان حاکم کفار کی طرف سے مقرر ہووے تو درست ہے کہ اُس حاکم کی اجازت سے جمعہ قائم کیا جاوے اور اگر مسلمان حاکم نہووے تو مسلمانون کو چاہیے کہ جو شخص امانت دار اور دیانت دار ہو اُسکو رئیس مقرر کر دیوین تا اُس رئیس کی اجازت سے اُسکے سامنے نماز جمعہ و عیدین قائم کیجاوے اور جس نابالغ کا ولی نہو اُسکا نکاح کیا جاوے اور لاوارث مال اور یتیمون کی حفاظت کیجاوے اور جب کسی میت کے ترکہ کی تقسیم مین نزاع ہو تو ترکہ اُس میت کے وارثون مین اُن کے حصون کے مطابق تقسیم کیا جاوے مگر اُس رئیس کو اُمور ملکی مین تصرف اور دخل نہوگا اور اگر دار الحرب مین کسی جگہ کفار کی طرف سے مسلمان حاکم مقرر نہو اور نہ مسلمانون نے کسی شخص امانت دار کو وہان رئیس قرار دیا ہو تو وہان چاہیے کہ بعد ادا کرنے نماز جمعہ کے چار رکعت فرض اس نیت سے پڑھے کہ وہ آخر ظہر پڑھتا ہون جسکا وقت مین نے پایا اگر اُسکو مین نے نہ پڑھا تا جمعہ کے وقت کا فرض یقیناً ادا ہو جاوے فی الہدایۃ لَا رِبٰوا بَیْنَ الْمُسْلِمِ وَالْحَرْبِیِّ فِیْ دَارِ الْحَرْبِ خِلَافًا لِاَبِیْ یُوْسُفَ وَالشَّافِعِیِّ لَهُمَا اَنَّ الْاِعْتِبَارَ بِالْمُسْتَأْمِنِ مِنْهُمْ فِیْ دَارِنَا وَلَنَا قَوْلُهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَا رِبٰوا بَیْنَ الْمُسْلِمِ وَالْحَرْبِیِّ فِیْ دَارِ الْحَرْبِ وَلِاَنَّ مَالَهُمْ مُبَاحٌ فِیْ دَارِهِمْ فَبِاَیِّ طَرِیْقٍ اَخَذَهُ الْمُسْلِمُ اَخَذَ

Marfat.com

مالا مباحا اذا لم یکن فیہ غدر بخلاف المستامن منھم لان مالہ صار محظورا بعقد الامان انتہی
یعنی ہدایہ مین لکھا ہے کہ مسلمان اور کافر حربی کے درمیان دار الحرب مین سود حرام نہین اس مسئلہ مین
خلاف ہو امام ابو یوسفؒ اور امام شافعیؒ کا ان دونون صاحبون کی دلیل یہ ہو کہ جو کافر دار الاسلام مین
مسلمانون سے امن لیکر رہتا ہووے تو وہان جس کافر اور مسلمان کے درمیان سود کا معاملہ ناجائز ہے وہی حکم
کافر حربی کے بارہ مین دار الحرب مین ہوگا یعنے دار الحرب مین کافر حربی اور مسلمانون کے درمیان سود کا
معاملہ ناجائز ہوگا اور ہماری دلیل یہ حدیث شریف ہے کہ مسلمان اور کافر حربی کے درمیان دار الحرب مین
سود حرام نہین اور یہ دلیل بھی ہے کہ دار الحرب مین کفار حربی کا مال مباح ہوتا ہے تو جس طور سے
وہ مال مسلمان لے لیویگا یہی حکم ہوگا کہ اس مسلمان نے مال مباح لیا ہے بشرطیکہ وہ مال لینے مین
عہد شکنی نہووے بخلاف اُس کافر کے جو مسلمانون سے پناہ لیکر دار الاسلام مین ہو اسواسطے کہ
اُس کافر کو پناہ دیجاتی ہے اسوجہ سے اُسکا مال لے لینا منع ہو جاتا ہو وفی العالمگیریۃ من باب
استیلاء الکفار اعلم ان دار الحرب تصیر دار الاسلام بشرط واحد وھو اظہار
حکم الاسلام فیہا قال محمد فی الزیادات انما تصیر دار الاسلام دار الحرب عند ابی
حنیفۃ بشروط ثلث احدھا اجراء احکام الکفار علی سبیل الاشتہار وان لا یحکم فیہا
بحکم الاسلام والثانی ان تکون متصلۃ بدار الحرب لا یتخلل بینہما بلدۃ من بلاد الاسلام
والثالث ان لا یبقی فیہا مؤمن ولا ذمی امنا بالامان الاول الذی کان ثابتا قبل استیلاء
الکفار للمسلم باسلامہ وللذمی بعقد الذمۃ وصورۃ المسئلۃ علی ثلثۃ اوجہ اما
ان یغلب اھل الحرب علی دار من دارنا او ارتد اھل مصر وغلبوا واجروا احکام
الکفر او نقض اھل الذمۃ العھد وتغلبوا علی دارھم ففی کل من ھذہ الصور
لا تصیر دار الحرب الا بثلث شرائط وقال ابو یوسف ومحمد بشرط واحد لا غیر وھو
اظہار احکام الکفر وھو القیاس انتہی ایضا فی العالمگیریۃ من باب الجمعۃ
بلاد علیہا ولاۃ کفار یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ ویصیر القاضی
قاضیا بتراضی المسلمین ویجب علیہم ان یلتمسوا والیا مسلما کذا فی معراج الدرایۃ انتہی
یعنی فتاوی عالمگیری مین باب استیلاء الکفار مین لکھا ہو کہ دار الحرب صرف ایک شرط پائے جانے

Marfat.com

سے دارالاسلام ہوجاتا ہے اور وہ شرط یہ ہے کہ اُس دارالحرب مین اسلام کا حکم ظاہر کردیا جاوے
امام محمدؒ نے زیادات مین لکھا ہے کہ دارالاسلام امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اسوقت دارالحرب ہوجاتا ہے
جب اِس دارالاسلام مین یہ تین شرطین پائی جاوین پہلی شرط یہ ہے کہ اِس دارالاسلام مین کفار کے احکام
جاری اور شائع ہوجاوین وہان اسلام کا حکم باقی نرہے اور دوسری شرط یہ ہے کہ دارالحرب کے ساتھ
وہ دارالاسلام متصل ہوجاوے اُن دونون مقامات کے درمیان مین اسلام کا کوئی شہر نہو اور
تیسری شرط یہ ہے کہ اُس دارالاسلام مین کوئی مسلمان امن کے ساتھ باقی نرہے اُس امن کے ذریعہ
سے جو اسکو سابق مین اسلام کے سبب سے حاصل تھا اور نہ وہان کوئی کافر ذمی امن کے ساتھ باقی
رہ جاوے اُس امن کے ذریعہ سے جو سابق مین اسکو حاصل ہوا تھا اور صورت اِس مسئلہ کی بطور نمونہ
ہے یا یہ کہ کفار حربی کا غلبہ کسی دارالاسلام مین ہوجاوے یا کسی شہر کے لوگ مرتد ہوجاوین نعوذ باللہ
من ذلک اور ان لوگون کا غلبہ ہوجاوے اور وہ لوگ احکام کفر کو جاری کردیوین یا کسی جگہ کے کفار ذمی
عہد شکنی کرین اور وہان اُن کا غلبہ ہوجاوے تو دارالاسلام ان صورتون مین دارالحرب نہو جاویگا
البتہ دارالاسلام اُس حالت مین دارالحرب ہوجاویگا کہ وہان وہ تین شرطین پائی جائین جنکا ذکر
اوپر ہوا ہے اور امام ابو یوسف اور امام محمدؒ کا قول یہ ہے کہ جب کسی مقام مین کفر کے احکام شائع
ہوجاوین تو وہ مقام صرف اسی ایک شرط کے پائے جانے سے دارالحرب ہوجاویگا دوسری شرط
کی ضرورت نہین اور یہی حکم قیاس کے موافق ہے اور یہ بھی فتاوی عالمگیری مین باب الجمعہ
مین مذکور ہے کہ جن شہر و نمین والیان ملک کفار ہین تو وہان اہل اسلام کے لیے جائز ہے کہ جمعہ
قائم کرین اور وہان کے اہل اسلام جس شخص کے قاضی ہونے پر راضی ہوجاوینگے وہی شخص عالم
قاضی ہوجاویگا مگر اہل اسلام پر واجب ہے کہ کوئی مسلمان والی ملک تلاش کرین ایسا ہی معراج
الدرایہ مین ہے یہ مضمون فتاوی عالمگیری کی عبارت مذکورہ کا ہے۔

سوال - کوئی بت پرست بت سے مدد چاہتا تھا کسی عالم نے اُسکو منع کیا کہ شرک مت کر تو بت
پرست نے کہا کہ اگر میرا عقیدہ یہ ہو کہ بت خدا کا شریک ہے اور اسوجہ سے اُسکی پرستش کرون
تو البتہ یہ شرک ہے اور اگر میرا اعتقاد یہ ہے کہ بت مخلوق ہے اور اُسکی پرستش کرون تو یہ کیون
شرک ہوگا تو اس عالم نے کہا کہ کلام مجید مین متواتر آیا ہے کہ غیر خدا سے مدد نہ چاہو تو بت پرست

Marfat.com

معاند بھی نہین ہوتے تو ایسا اجارہ بلا شبہ جائز ہی اور فقہا نے جو لکھا ہو کہ کفا
کی نوکری جائز ہو تو اس سے ظاہرا معلوم ہوتا ہو کہ اسی طرح کی نوکری مراد ہی او
اگر اس صورت مین اُن کفار کے ہمراہ جان سے مارا جائے تو وہ مثل عام اموات کے
ہے جو اپنے گھرون مین مرجاتے ہین اور شرعاً اُن کے حق مین شہادت کی کوئی و
نہین ہوتی وہ مسلمان جو اس صورت مین کافر کے ہمراہ مارا جائے اُسکے حق مین اس
جانے سے نہ کچھ ثواب ہوگا اور نہ اُسکو کچھ گناہ ہوگا اور اسی طرح کی اعانت کفار کی اُ
صورت مین بلا اُجرت بھی جائز ہے جب اُن کفار نے سابق مین کسی امر جائز مین مسلما
کی اعانت کی ہو اور اسکے صلہ مین وہ مسلمان کسی امر جائز مین اُن کفار کی اعانت کر
اس واسطے کہ فرمایا ہے اللہ تعالی نے لَا یَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي ا
وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ اِنَّ ا
يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ یعنے نہین منع کرتا ہو اللہ تعالی تم لوگون کو اُن لوگون
حق مین جو نہین قتال کرتے تم لوگون سے دربارۂ دین کے اور نہ نکالتے ہین تم لوگون کو تمہا
دیار سے یہ کہ احسان کرو اُن کے ساتھ اور انصاف کرو اُنکے بارہ مین اور اللہ تعالے
دوست رکھتا ہے یعنے پسند کرتا ہے انصاف کرنے والون کو یہ ترجمہ آیت مذکورہ کا ہے
وَقَدْ ثَبَتَ فِي الصِّحَاحِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى
اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّ خُزَاعَةَ قَبْلَ اِسْلَامِهِمْ ... عَلٰى ثَقِيْفٍ وَكَانَ ...
اور اسطرح کی نوکری مین بھی فرق کرنا چاہیے یعنے درمیان فرمان برداری اُن کفار سے
جو معاند دین کے ہین اور درمیان اُس فرمان برداری کے جو مثلاً سکھون اور فرنگیون ا
مرہٹون کی فرمانبرداری ہو تو اُن دونون فرمان برداری مین فرق ہے واللہ تعالی
اعلم یعنے فرمان برداری اُن کفار کی جو معاند دین کے ہون زیادہ قبیح ہے بہ نسبت فرمانبر
اُن کفار کے جن کو دین اسلام سے عناد نہ ہو واللہ اعلم بالصواب

سوال ہدایہ مین لکھا ہی کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز ہی کہ دار الحرب مین کافر سے سو
لیا جاوے لیکن صاحبینؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک یہ سود بھی ناجائز ہی اور سود

ہونیکے بارہ مین شارع کی جانب سے کتاب و سنت مین جس قدر تشدد وارد ہوا اس کے
بہار سے یہ مسئلہ امام اعظم رحمۃ اللہ کا شرع سے بظاہر بعید معلوم ہوتا ہی اور عملداری انگریز کی
اور ان کے مانند اور دوسرے لوگ جو اہل اسلام سے نہین ان لوگون کی عملداری دارالحرب
ہے یا نہین جواب ارشاد فرماوین۔

جواب یہ جو قول ہے وَلَا رِبٰوا بَیْنَ الْمُسْلِمِ وَالْحَرْبِیِّ یعنے اور نہین سود بیچ
میان مسلمان اور کافر حربی کے تو یہ قول ظاہر پر محمول ہے اور موافق اصول فقہ کے ہو
اس طرح کے بہت مسائل مین مثلاً بَیْنَ الْمَالِکِ وَالْمَمْلُوْکِ یعنے نہین
سود درمیان مالک اور مملوک کے اور بھی اسکے مانند قول ہے اور اصل یہ ہی کہ جس
مال بلا شرط معاوضہ کے مفت سے لینا جائز ہو وہان سود حرام نہین اور اگر کوئی مسلمان
کفار حربی سے پناہ لے کر دارالحرب مین رہے تو وہان اس مسلمان کے لیے جائز نہین
کہ کفار حربی کا مال جبراً لیوے اور اگر کفار خوشی سے دیدیوین تو بہر حال اُن کا مال
لینا جائز ہی حتی کہ اگر کفار حربی کسی عقد فاسد کے ذریعے سے بھی اپنا مال اس مسلمان
کو دیوین تب بھی مسلمان کو جائز ہے کہ وہ مال لے لیوے اور دارالحرب مین اُس عقد
فاسد کی شرط فاسد درست ہو جاتی ہے اس واسطے کہ کفار حربی کا مال دارالحرب مین
مسلمان کے لیے اصل مین مباح ہے لیکن جو مسلمان کہ دارالحرب مین کفار حربی سے
پناہ لے کر رہتا ہووے اسکے لیے حرام ہے کہ وہان کفار حربی کا مال جبراً اُن سے لیوے
اور یہ حرمت صرف اس وجہ سے ہی کہ وہان کفار حربی کا مال جبراً لینے سے عہد شکنی
ہوتی ہے اور جب وہ خوشی سے اپنا مال دیوین تو اس مال کے بارہ مین کوئی وجہ
حرمت کی نہین اور یہ جو سوال مین ہے کہ عملداری انگریز کی اور اُن کے مانند اور لوگون
کی عملداری جو اہل اسلام سے نہین دارالحرب ہی یا نہین تو جاننا چاہیے کہ یہ جو قول ہی
کہ دارالاسلام کبھی دارالحرب نہین ہو سکتا مرجوح ہے یعنے ضعیف ہو اور راجح قول یہ ہی
کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ دارالاسلام دارالحرب ہو جاوے البتہ اس مین اختلاف ہے
کہ دارالاسلام کس صورت مین دارالحرب ہو جاتا ہی تو علما کی ایک جماعت کا یہ کلام ہی

Marfat.com

کہ اگر کوئی ایک چیز بھی شعائر اسلام سے جبراً منع کی جاوے مثلاً اذان یا ختنہ سے جبراً
دار الاسلام مین منع کیا جاوے تو وہ دار الاسلام دار الحرب ہو جاتا ہی اور علما کی دوسری
ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ مدار و مدار اس امر کا کہ دار الاسلام دار الحرب ہو جاوے
اس پر نہین کہ اُس دار الاسلام مین شعائر اسلام مٹا دیے جاوین بلکہ جب شعائر کفر
بے دغدغہ باعلان دار الاسلام مین رواج پاوین تو اگرچہ وہان شعائر اسلام سب جاری
ہون لیکن تاہم وہ دار الاسلام دار الحرب ہو جاتا ہی اور علما کی ایک تیسری جماعت
بھی ہے اور اُس نے اس سے بھی ترقی کی ہے اور یہ کہا ہے کہ دار الحرب اُسکو کہتے
ہین کہ وہان کوئی مسلمان اور نہ کوئی کافر ذمی امن سابق پناہ کے ذریعہ سے ہو
خواہ بعض شعائر اسلام وہان ترک کیے گئے ہون یا نہ ترک کیے گئے ہون اور خواہ باعلان شعائر کفر نے وہان
رواج پایا ہو یا نہ رواج پایا ہو اور اسی قول ثالث کو محققین نے ترجیح دی ہی اور باعتبار
اس قول ثالث کے عملداری انگریزی اور اُن کے مانند اور دوسرے غیر اہل اسلام کی
عملداری بلاشبہ دار الحرب ہی واللہ تعالیٰ اعلم

سوال پورب کے بعض علما رامپور فتویٰ دیتے ہین کہ انگریزون سے سود لینا جائز ہی
اور ایک روایت مختلف فیہا پر بغرض فائدہ اُٹھانیکے عمل کرنا اور دوسرے نصوص سے
کنارہ کشی کرنا جو اس بارہ مین وارد ہی کہ کفار سے دوستی رکھنا ناجائز ہی یعنے اُن نصوص
پر عمل نہ کرنا اور کفار کے ساتھ مصاحبت رکھنا اور اُن کی موافقت کرنا گویا مصداق ہونا
اس آیت کا ہے اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ یعنے کیا پس ایمان لاتے
ہو قرآن شریف کے بعض احکام پر اور کفر کرتے ہو اُسکے بعض احکام کے ساتھ اور علاوہ
اسکے اس معاملہ کو رواج دینے سے سود کے معاملے سے پرہیز کرنے مین سستی ہو جاویگی
اور رفتہ رفتہ اہل اسلام کفار ہند سے بھی سود لینے لگین گے اور پھر ایسی سستی ہو جاوے گی کہ
اہل اسلام باہم بھی ایک دوسرے سے سود لینے مین تامل نہ کرینگے۔

جواب کفار حربی سے سود لینے مین جو فساد آپ نے لکھا ہے واضح ہوا بحث صرف یہ ہی
کہ اصل مین بنفسہ ایسا معاملہ مباح ہے یا نہین اور باوجود اسکے آپ نے جو لکھا ہے کہ کفار

بی سے سود لینے مین طرح طرح کا فساد ہی تو اس پر نقض ہوتا ہی اس واسطے کہ جہاد کرنا
فار کے ساتھ جائز ہے اور جہاد مین مرد کفار قتل کیے جاتے ہین اور اُن کا مال
ٹ لیا جاتا ہی اور اُن کے بچے گرفتار کیے جاتے ہین اور وہ لونڈی غلام بنائے جاتے
ین اور اُن کا مکان گرا دیا جاتا ہے اور اُن کا باغ اور زراعت جلا دی جاتی ہی
ور ظاہر ہے کہ یہ معاملہ مسلمانون کے ساتھ کرنا نہایت قبیح ہے اور جہاد مین کفار کے
ساتھ جو یہ معاملات کیے جاتے ہین اُس سے دوسرا فساد پیدا ہونا دوسرا امر ہی اسمین
کلام نہین بلکہ کلام اسمین ہے کہ اگر ان معاملات سے کوئی فساد مسلمانون کے حق مین
پیدا نہ ہووے تو اس صورت مین یہ معاملات جائز ہین بلکہ امور مباح و مستحب و مندوب
مین بھی اگر کوئی امر موجب فساد شامل ہو جاوے تو وہ حرام ہو جاتا ہے تو اس مسئلہ کا
بیا ذکر ہے کہ بنظر اسکے مباح ہونے مین بھی علماء حنفیہ مین باہم اتفاق نہین اور علماء
شافعیہ کی رائے کا کیا اعتبار اس واسطے کہ اُن کے نزدیک تو کفار ذمی اور اہل
اسلام سنی سے بھی سود لینا جائز ہے گفتگو صرف اسمین ہے کہ علماء حنفیہ کے نزدیک اس
مسئلہ مین کیا حکم ہے تو بعضے اشخاص کا عمل نہ کرنا اُن آیتون پر جس سے ثابت ہوتا ہی کہ کفار سے
بیزار رہنا چاہیے البتہ اس امر کے لیے باعث ہی کہ ان لوگون کی دیانت داری مین طعن
کیا جاوے لیکن قرآن شریف کی بعض آیتون پر ایمان لانا موجب طعن نہین اگرچہ اُس سے
کوئی دنیاوی فائدہ کی بھی نیت ہووے اس واسطے کہ شرع کا حکم ظاہر پر ہوتا ہے غیر کے
دل کا حال معلوم نہین ہو سکتا سوال سنن رواتب کہ وہ نماز پنجگانہ مین معمول ہی عوام
کے ذہن مین اسقدر مستحکم ہے کہ عوام سمجھتے ہین کہ مجموعہ رکعات سنت و فرض اصل نماز
مین داخل ہے حالانکہ سنت فجر کے سوا اور جو باقی نماز سنت ہی اسکی اسقدر تاکید حدیث
مین نہین اور اکثر مسلمان مرد عورت بسبب زیادتی رکعات نماز کے پابندی نماز کی دشوار
جانتے ہین تو رات دن مین جو سترہ رکعت فرض ہے اگر صرف وہی ادا کرنے کے لیے
حکم دیا جاوے تو لوگ آسانی سے پابندی نماز کی کرینگے جواب جو نماز سنت ہی اسکے
بارہ مین علما ... انہون نے نہایت سختی کی ہے حتی کہ جاہل عوام نے سنتون کو قریب

Marfat.com